Fikr-o-Nasar (Islamabad) 10:10 (1973)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

بقائے اصلح کا اصول ایک قرین قیاس اصول ہے، جس شئے میں جس قدر صلاح و سداد ہے اس کو اسی قدر امتداد حیات حاصل ہے، یہ فطرت کا ایک آئین مسلم ہے۔ کائنات کی ہر شی فنا کی زد میں ہے۔ یہاں وہی اپنا وجود تا دیر باقی رکھ سکتا ہے جو بقائے حیات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بہتر صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو۔ بقائے حیات کے تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا کسی شی کا اپنے تشخص کو فنا سے بچا کر قائم رکھنا ہے۔ کشاکش ہستی میں وہ اشیاء اپنا وجود باقی رکھنے میں ناکام رہتی ہیں جو اپنے تشخص کو برقرار نہ رکھ سکیں۔ موج جب تک متحرک اور مضطرب رہ کر اپنا تشخص باقی رکھتی ہے زندہ ہے۔ جہاں اس نے آسودہ ہوکر اپنا تشخص کھویا وہ معدوم ہوئی۔

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست　　ما زندہ ازانیم کہ آرام نہ گیریم

(ہم موج ہیں آسودگی ہمارے لیے موت ہے۔ ہم سعی پیہم سے زندہ ہیں)

موجودات کی کوئی شی قدرت کے اس لازوال قانون سے مستثنی نہیں۔ مادیات کے علاوہ معنویات کی دنیا میں بھی قدرت کا یہ اٹل قانون جاری و ساری ہے۔ تہذیب و تمدن، افکار و نظریات سے لے کر افراد اور اقوام تک اس قانون کے تابع ہیں۔ اس دنیا میں جو چیز پیدا ہوتی ہے عوارض پیہم اس کو مٹانے کے درپے رہتے ہیں اور اسے زندہ رہنے کے لئے اپنے تشخص کی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔

یہی جذبہ تشخص تھا جس کی کارفرمائی سے ۲۵ سال پہلے پاکستان نام کی ایک مملکت معرض وجود میں آئی۔ برصغیر کی اکثریت نے کہا کہ مسلمانوں کا

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

الگ کوئی وجود نہیں وہ جزء ھیں ھندوستان کی وطنی قومیت کے ۔ اس کے جواب میں مسلمانوں کے جذبہ تشخص نے انگڑائی لی اور دنیا کے نقشے پر ایک جدید مسلم۔ ریاست ابھر آئی ۔ لیکن بعد میں تشخص کا یہ جذبہ پہلے جیسی توانائی کے ساتھ باقی نہ رھا ۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ جذبہ کمزور ھوتا گیا اور عوارض اپنا کام کرتے رھے ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس ریاست کا وجود ھی خطرے میں پڑگیا ۔ اس کا ایک حصہ جاتا رھا، جو باقی ھے وہ بھی معرض خطر میں ھے ۔ اس کو بچانے اور باقی رکھنے کی تدبیریں کی جارھی ھیں۔

موجودہ حکومت اور عوام دونوں کوشاں ھیں کہ پاکستان ایک مسلم ریاست کی حیثیت سے قائم و دائم رھے ۔ لیکن ھماری کوئی کوشش صحیح معنوں میں اس وقت تک کامیاب نہیں ھوسکتی جب تک کہ تشخص کے اس حصار کو مستحکم نہ کریں جو ابتداء میں پاکستان کی تشکیل کا محرک بنا تھا اور آج اس کی بقا اور حفاظت کا ضامن ھے ۔ اس کے لئے ھمیں یقینی طور پر یہ معلوم کرنا ھوگا کہ اس کے خط و خال کیا ھیں ۔ اجمالاً نہیں تفصیلاً یہ دیکھنا ھوگا کہ ھمارے قومی تشخص کے اصلی عناصر کیا ھیں اور پھر انہی عناصر پر عملاً تعمیر نو کی بنیاد رکھنی ھوگی ۔ یہ عناصر کوئی سر بستہ راز نہیں ۔ بڑی آسانی سے ان کو تلاش کیا جا سکتا ھے ۔ اس سلسلے میں تحریک پاکستان کی روداد، بانی پاکستان کے ارشادات، معماران پاکستان کے اشارات، موجودہ سربراہ مملکت جناب ذوالفقارعلی بھٹو کے بہت سے اقوال ھماری رھنمائی کے لئے کافی ھیں ۔ حوالہ جات اور تفصیل میں گئے بغیر ھم اختصار کے ساتھ ان عناصر کی نشاندھی کریں گے جو ھمارے قومی تشخص کی بنیاد ھیں اور جن کی بازیافت اور بازگرفت کے بغیر تعمیر قوم اور استحکام مملکت کا کوئی خواب شرمندۂ تعبیر نہ ھوسکے گا۔

اس سلسلے میں جو باتیں کہی جاتی ھیں قیام پاکستان سے بلکہ اس سے پہلے سے لے کر اب تک ھزار بار ان کا اعادہ افراد، حلقوں، اداروں، اور

جماعتوں کی طرف سے کیا جا چکا ہے، پھر بھی اس کو دھرانے اور یاد دلانے کی ضرورت اس لئے محسوس کی جا رہی ہے کہ اس باب میں بہت سے لوگوں کے ذھن صاف نہیں ۔ پاکستان واقعۃً اپنا تشخص قائم نہیں رکھ سکتا جب تک کہ یہاں کی سیاست اور جملہ اجتماعی امور میں قرآنی ھدایات کے مطابق عمل نہ کیا جائے ۔ ضرورت ھے کہ یہاں کی معاشرت میں اسلامی نظام عدل کو رائج کیا جائے، اس کی معیشت کو مساوات محمدی کے زریں اصولوں پر ترتیب دیا جائے ۔ اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ لوگ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنت کے مطابق بسر کر سکیں ۔ تاکہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں امن و خوشحالی فلاح و کامرانی سے ھمکنار ھوں ۔

آج کل پاکستان کے لئے دستور سازی کا کام منتخب نمائندوں پر مشتمل نیشنل اسمبلی میں ھو رہا ھے ۔ یہ بات خوش آئند اور موجب طمانیت ھے کہ زیر ترتیب دستور میں اسلام کو حکومت کا سرکاری مذھب قرار دے کر اس کی تعلیمات کو اساسی حیثیت دی گئی ھے ۔ ھمارے رھنماؤں اور قومی نمائندوں نے دستور کی حد تک یہ بات تسلیم کرلی ھے کہ وہ پاکستان کے ساتھ اس کے اسلامی تشخص کو ملحوظ خاطر رکھنا چاھتے ھیں لیکن اس کے نتائج صرف اس وقت برآمد ھو سکیں گے جب اس دستور کا عملاً نفاذ ھوگا اور اس کے موافق قواعد و قوانین کی بنیاد پر ھماری روزمرہ زندگی استوار ھو جائے گی ۔